© rasailojaraid.com

جناب مولانا محمد عبید اللہ عفیف

قسط (آخری)

مجلس واحد کی طلاقِ ثلاثہ پر ایک تحقیقی نظر

حدیث خامس:

عن ابی ملیکۃ ان اباالجوزاء اتی ابن عباس فقال اتعلم ان ثلاثا کن یردون علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی واحدۃ؟ قال نعم۔" قال الحاکم ھذا حدیث صحیح الاسناد" (مستدرک حاکم ج ۲ ص ۱۹۶)

جناب ابوجوزاء عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور پوچھا کہ "کیا مجلس واحد کی تین طلاقیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک متصور نہیں ہوتی تھی"؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "ہاں ایسا ہی تھا"!

رہی اس حدیث کی صحت، تو امام حاکم نے اسے صحیح السند قرار دیا ہے مگر اس کے ایک راوی عبداللہ بن مؤمل کو بعض نے متکلم فیہ قرار دیا ہے لیکن محقق شہیر علامہ محمد احمد شاکر مصری نے کہا ہے "الحق انہ ثقۃ"! صحیح بات یہ ہے کہ عبداللہ ثقہ راوی ہیں"

حدیث سادس:

عن محمود بن لبید قال اخبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن رجل طلق امراتہ ثلاث تطلیقات جمیعا فقام غضبان ثم قال ایلعب بکتاب اللہ وانا بین اظھرکم حتی قام رجل فقال یا رسول اللہ الا اقتلہ" (سنن نسائی مع تعلیقات سلفیہ)

حضرت محمود بن لبید صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایک ایسے آدمی کی خبر دی گئی جس نے اپنی بیوی کو ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دی تھیں، تو آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جلال میں آکر فرمانے لگے، "کیا میری حیات ہی میں کتاب اللہ کو کھیل بنایا جا رہا ہے"؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پچھلی احادیث صحیحہ کی طرح یہ حدیث بھی صحیح ہے مگر امام ابو حاتم اور امام مسلم نے محمود بن لبید کو تابعین میں شمار کیا ہے لیکن ان کا یہ کہنا درست نہیں کیونکہ حافظ ابن حجرؒ نے ان کو صغار صحابہ میں شمار کیا ہے:

"محمود بن لبید بن عقبة بن ابی رافع الاوسی الاشهلی ابو نعیم المدنی صحابی صغیر وجل روایته عن الصحابة" (تقریب ص۳۳)

صاحب سبل السلام لکھتے ہیں:

"محمود بن لبید ابن ابی رافع الانصاری الاشهلی ولد علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وحدث عنه احادیث قال البخاری له صحبة .... وقد ترجم له احمد فی مسنده واخرج له احادیث لیس فیها شیء صرح فیه بالسماع" (ص۱۴۳ ج۳ و فتح العلام ص۱۴۰ ج۲)

یعنی "محمود بن لبید انصاری اشہلی عہد رسالت میں پیدا ہوئے اور آپؐ سے احادیث بیان کی ہیں۔ امام بخاریؒ نے ان کو صحابی کہا ہے اور امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں ان کا ترجمہ قائم کر کے ان سے صحیح صحیح روایات نقل کی ہیں جن میں کوئی کلام نہیں نیز سماع کی تصریح بھی فرمائی ہے اور اسی طرح حافظ ابن حجرؒ نے "رواته موثقون" کی تصریح کی ہے۔

قال ابن کثیر: "اسناده جید" (نیل الاوطار ص۲۵۵ ج۶)

مزید برآں علامہ محمد حامد فقی ازہری لکھتے ہیں:

"رواه الدار قطنی ایضا عن علیؓ" (تعلیق بلوغ المرام)

یعنی "امام دار قطنی نے اس روایت کو (محمود کی بجائے) حضرت علیؓ سے بھی روایت کیا ہے۔"

علاوہ ازیں یہ بھی ملحوظ رہے کہ اگر محمود کو تابعین میں شمار کر لیا جائے تو بھی یہ روایت مرسل ہوگی اور قائلین ثلاثہ کے نزدیک مرسل روایت حجت ہوتی ہے۔

یہ چھ ایسی صحیح احادیث رسولؐ ہیں کہ جن کی روشنی میں علم شریعت کی تھوڑی سی سوجھ بوجھ والا آدمی بھی اچھی طرح جان سکتا ہے کہ مجلس واحد کی تین طلاقیں ایک رجعی طلاق ہی واقع ہوتی ہے۔ نہ صرف یہی مسلک صحیح ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحیح احادیث سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی یہی منقول ہے اور بس!

تاہم اصولِ تحقیق کے مطابق مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قائلین طلاقِ ثلاثہ کے دلائل بھی قارئین سے اوجھل نہ رکھے جائیں تاکہ مسئلہ کے اس پہلو کی حقیقت بھی سامنے آجائے۔

قائلین کی پہلی دلیل:

قرآن مجید میں ہے:

"اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ" (البقرۃ: ۲۲۹)

اس آیتِ شریفہ سے وقوعِ ثلاث پر استدلال اس طرح ہے کہ جب دو طلاقیں اکٹھی جائز ہیں تو پھر تین بھی جائز ہیں۔

جواب:

یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ لفظ "مَرَّتٰنِ" "مَرَّۃٌ" کا تثنیہ ہے "مَرَّۃٌ" کا معنیٰ ایک مرتبہ اور "مَرَّتٰنِ" کے معنیٰ دو مرتبہ کے ہیں، جیسا کہ شروع مقالہ میں از روئے لغت اور آیاتِ مقدسہ اس پر کافی تفصیل نقل ہو چکی ہے اور اس تفصیل کی روشنی میں "الطلاق مرتٰن" کا مفہوم یہ ہوگا کہ مختلف وقتوں میں الگ الگ دو مرتبہ طلاق دینا ہے مثلاً سائل کہے میں مفتی کے ہاں دو مرتبہ گیا یا یوں کہے کہ میں نے مفتی سے دو مرتبہ کہا یا دو مرتبہ مفتی سے ملاقات کی تو اس کلام میں اس کہنے کا یہی مفہوم سمجھا جائے گا کہ وہ شخص الگ الگ (دو مرتبہ) تھوڑے یا زیادہ عرصہ کے اندر مفتی کے ہاں گیا، یا مفتی سے الگ الگ دو مرتبہ کہا یا مفتی سے الگ الگ دو مرتبہ ملاقات کی۔

اعتراض:

ہماری اس گفتگو پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ "مَرَّتٰنِ" کے لیے دو متفرق اوقات کا ہونا کوئی ضروری نہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

"وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ" (۳۳، ۳۱) کہ "جو کوئی تم ازواجِ رسول میں سے اللہ اور رسول کی تابعداری کرے اور نیک عمل کرے ہم اسے دوگنا اجر دیں گے۔"

اور اسی طرح صحیحین میں ہے:

"ثَلَاثَۃٌ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ"

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ "تین قسم کے لوگوں کو دوگنا اجر دیا جائے گا"

ان دونوں مثالوں سے معلوم ہوا کہ اجر کے لیے "مرتین" کا اطلاق ایک ہی وقت میں ہے۔

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات ایک لفظ کے مفہوم میں استعمال کو بھی دخل ہوتا ہے۔ اسی "مرتین" یا "مرات" کو لیجئے۔ اگر یہ صیغے کسی عینی چیز کے متعلق استعمال ہوں تو ایک ہی زمانہ میں پایا جانا ممکن ہوتا ہے جیسے شق قمر کے بارے میں مروی ہے:

"انشق القمر بمکۃ مرتین" (جامع ترمذی تفسیر سورہ قمر)

"مکہ میں چاند دو ٹکڑے ہو گیا"

یہاں دو مرتبہ کا معنی لینا غلط ہو گا۔ پیش کردہ دونوں حوالے بھی اسی نوع سے ہیں، اور اگر ان صیغوں کا استعمال کسی فعل کے سرزد ہونے سے متعلق ہو تو اس کا ایک زمانہ میں واقع ہونا ناممکن ہوتا ہے کیونکہ ان کے تحت ایک وقت میں ایک ہی فعل پایا جاسکتا ہے تو پھر ایک وقت میں متعدد طلاقیں کیسے ممکن ہیں؟ ورنہ لازم آئے گا کہ کتاب وسنت میں جہاں کہیں بھی کسی کام کو چند بار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، ایک ہی دفعہ کر دینے سے ادا ہو جائے۔ حالانکہ کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔ جیسے لعان کے متعلق حکم کہ جانبین سے چار چار دفعہ اپنی صفائی پر قسمیں لی جائیں۔ اب ان میں سے کوئی کہے کہ میں چار دفعہ خدا کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں سچا ہوں تو یہ گواہی بالاتفاق غیر معتبر ہو گی (افادات من قاسم نجم)

اپنوں کا عدمِ اطمینان:

دوسرا جواب:

حافظ ابن حجرؒ "الطلاق مرتان" سے وقوعِ ثلاثہ کے استدلال کے رد میں لکھتے ہیں:

"وھو قیاس مع وضوح الفارق لان جمع الثنتین لایستلزم البینونۃ الکبری بل تبقی لہ الرجعۃ ان کانت رجعیۃ وتجدید العقد بغیر انتظار عدۃ ان کانت بائنا بخلاف جمع الثلاث"

(فتح الباری ص۳۱۹ ج۹)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یعنی "کرمانی کا یہ استدلال جلی طور پر قیاس مع الفارق ہے کیونکہ دو طلاقوں کے جمع کرنے سے بینونت کبریٰ لازم نہیں ہوتی جبکہ تین طلاقوں سے بینونت کبریٰ لازم ہو جاتی ہے۔"

دلیل ثانی:

"فامساک بمعروف او تسریح باحسان" (البقرۃ، ۲۲۹) سے بھی علامہ کرمانی اکٹھی تین طلاقوں کے جواز کا استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "تسریح باحسان" عام ہے جو کہ دفعۃً ایقاعِ ثلاث کو شامل ہے۔

جواب:

اگر علامہ کرمانی نے "فامساک بمعروف" کی فائے تعقیب پر غور کیا ہوتا تو یقیناً اس کھینچ تان کی کوشش نہ کرتے کیونکہ تمام نحات کا اتفاق ہے کہ فائے تعقیب اپنے ماقبل کے وجود مابعد کے وجود سے پہلے چاہتی ہے جس کا مطلب ہے کہ پہلے دو طلاقیں ہوں گی پھر بعد میں تیسری طلاق ہو گی چنانچہ یہی وجہ ہے کہ خود حافظ ابن حجر شافعی نے بھی کرمانی کے اس استدلال کو مسترد کر دیا ہے:

"قلت وھذا لا باس بہ لکن التسریح فی سیاق الآیۃ انما ھو فیما بعد ایقاع الثنتین فلا یتناول ایقاع الطلقات الثلاث الخ"

(فتح الباری ص۳۱۹ ج ۹)

دلیل ثالث:

"فطلقوھن بعدتھن" وفی مقام آخر "وان طلقتموھن من قبل ان تمسوھن" "وللمطلقات متاع بالمعروف" وغیرھا من الآیات المطلقۃ من القرآن العزیز۔ ——— استدلال کا وہی انداز ہے جو کہ پہلی دونوں آیات میں اختیار کیا گیا یعنی ان آیات میں ایک یا دو یا تین طلاق میں چونکہ فرق بیان نہیں ہوا لہٰذا جیسے ایک یا دو طلاقیں بیک وقت جائز ہیں اسی طرح تین طلاقیں بھی جائز ہوئیں۔

جواب:

سبل السلام میں ہے:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"بان الاٰیتین مطلقتان، والحدیث صریح بتحریم الثلاث فتقید به الآیتان" (ص۱۳۴، ۱۷۶ ج ۳)

یعنی" یہ دونوں آیتیں مطلق ہیں اور حدیث میں حرمتِ طلاقِ ثلاثہ کی تصریح ہے پس یہ دونوں آیتیں اس حدیث سے مقید ہو گئیں اور مسئلہ زیر بحث میں حجت کے قابل نہ رہیں"۔

اور نیل الاوطار میں ہے:

"واجیب بان ھذہ عمومات مخصصۃ واطلاقات مقیدۃ بما ثبت من الادلۃ الدالۃ علی المنع من وقوع فوق الواحدۃ"

(نیل الاوطار ص۲۶۱ ج ۶)

یعنی" ان آیاتِ مقدسہ کا عمومی حکم ان دلائل صحیحہ ثابتہ کے ساتھ مقید ہے جو ایک سے زیادہ طلاقوں کے وقوع کی نفی کرتے ہیں"۔

دلیل رابع:

" ان عویمر العجلانی طلق امراتہ بثلاث بحضرتہ فلم ینکر علیہ" (متفق علیہ)

حضرت عویمر عجلانی رضی اللہ عنہ نے آپؐ کے حضور میں اپنی بیوی کو بیک وقت تین طلاقیں دے کر علیحدگی اختیار کر لی اور آپؐ نے اس کی اس کارروائی پر کسی ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا تھا"

—— اندازِ استدلال یہی ہے کہ اگر بیک وقت تین طلاقیں ناجائز ہوتیں تو آپؐ خاموشی اختیار نہ فرماتے۔

جواب:

نواب نور الحسن بخاری، امام محمد بن اسماعیل الصنعانی اور امام محمد بن علی الشوکانی لکھتے ہیں:

"بان ھذا التقریر لا یدل علی الجواز ولا علی وقوعھا الثلاث" الخ!

(فتح العلام ص۱۴۱ ج ۲)

"یہ تقریر نہ تو جواز کی دلیل ہے اور نہ وقوعِ طلاقِ ثلاثہ کی دلیل ہے" کیونکہ نبی تو اس طلاق کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بارے میں ہے جو مطلوب الدوام نکاح کی رافع ہو اور صحابی مذکور کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ نفس لعان سے ابدی افتراق اور دائمی جدائی واقع ہو جاتی ہے اس لیے انہوں نے بزعم خویش اور اپنے مقتضائے علم کے مطابق نفی امساک کے لیے طلاقیں دے ڈالیں چونکہ صحابی رضی اللہ عنہ کا ایسا کرنا بے محل اور بے فائدہ تھا اس لیے آپ نے اس کی اس کاروائی پر کوئی التفات نہیں فرمایا لہٰذا اندریں صورت صحابی کا ایسا کرنا مطلوب پر دلالت نہیں کرتا۔ نیز ملاحظہ ہو سبل السلام ص۱۹۲ ج ۳۔ نیل الاوطار ص۲۵۶ ج ۶۔

دلیل خامس:

"فاطمة بنت قیس ان زوجها طلقها ثلاثا وانه صلی الله علیه وسلم لما اخبر بذالك: قال لیس لها نفقة وعلیها العدة۔" (متفق علیه صحیح مسلم ص۴۸۴ ج ۱)

"فاطمہ بنت قیس کہتی ہیں کہ میرے خاوند نے مجھے تین طلاقیں دے دیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا، وہ نفقہ کی مستحق نہیں مگر اسے عدت گزارنا ہوگی۔"

جواب:

اگرچہ اس حدیث میں تین طلاقوں کا ذکر ہے مگر اس میں یہ وضاحت نہیں کہ یہ تین طلاقیں بیک وقت دی گئی تھیں۔ ہاں ایک روایت میں "طلقها ثلاثا جمیعا" کے الفاظ بھی موجود ہیں مگر اس روایت میں مجالد عن الشعبی متفرد ہے اور مجالد ضعیف ہے۔ لہٰذا یہ الفاظ بھی مقصود کے لیے کافی نہیں۔ بہر حال یہ روایت مجمل ہے اور مفصل کے علی الرغم یہ مجمل روایت دلیل نہیں بن سکتی۔

دلیل سادس:

"عن عائشة ان رجلا طلق امراته ثلاثا فتزوجت فطلق الاخر فسئل رسول الله صلی الله علیه وسلم أتحل للاول فقال لا حتی یذوق عسیلتها۔" (صحیح بخاری)

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے کر بعد ازاں اس عورت نے ایک دوسرے آدمی سے نکاح

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کر لیا تو پھر (اتفاقاً) دوسرے خاوند نے بھی طلاق دے دی تو (بطور فتوائے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ "کیا وہ پہلے خاوند پر حلال ہوگئی ہے"؛ تو آپؐ نے فرمایا کہ "جب تک اس کا پچھلا خاوند اس سے مجامعت نہ کرے پہلے پر حرام رہے گی"۔

جواب:

اس دلیل کے متعلق گزارش ہے کہ اگرچہ اس میں تین طلاقوں کا ذکر موجود ہے مگر اس میں بھی دلیل خامس کی طرح وضاحت نہیں کہ یہ طلاقیں ایک ہی مجلس میں دی گئی تھیں مختصر یہ کہ یہ دلیل بھی تشنہ اور تفصیل طلب ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے وضاحت اس لیے طلب نہیں فرمائی تھی کہ پاس رہتے ہوئے عموماً اصل واقعہ کا علم ہوا ہی کرتا ہے بہرحال یہ حدیث مطلوب پہ دلیل نہیں بن سکتی (فتح العلام ص ۲۴۲ ج ۲)

دلیل سابع:

"عن ابن عباس .... فقال عمر ان الناس قد استجلوا فی امر کان لھم فیہ اناۃ فلو امضیناہ علیھم فامضاہ علیھم"

(صحیح مسلم ص۴۷۸ ج ۱)

یعنی "حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ لوگ ایسے کام (طلاق) میں جلد بازی کرنے لگ گئے ہیں جن میں انہیں ڈھیل چاہیے تھی، پس اگر ہم اس (طلاقِ ثلاثہ) کو جاری کر دیں (تو مناسب ہوگا) پس پھر جاری کر ہی دیا"۔

جواب:

ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ جب اس مرخص امر (یعنی بیک وقت کی تین طلاقوں کا شرعاً ایک ہونا) کو غلط طور پر استعمال کیا جانے لگا تو اس کی روک تھام کے لیے حضرت فاروقِ اعظمؓ نے اپنی فراستِ ایمانی، نورانی حکمتِ عملی اور شاہانہ پالیسی سے کام لیتے ہوئے یہ تعزیری اور تہدیدی آرڈر جاری کیا تھا کہ مجلسِ واحد کی تین طلاقیں قانوناً تین ہی شمار کی جائیں گی اور حضرت موصوف کا مقصد صرف یہ تھا کہ لوگ اس متجاوز امر اور غلط رجحان سے باز آ جائیں ورنہ یہ آرڈر نہ تو کسی نصِ صریح پر مبنی تھا اور نہ یہ کوئی دوامی آرڈر تھا اور خود قائلینِ ثلاث کو بھی اس کا اعتراف ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جیسا کہ مجمع الانہر اور بدر المنتقیٰ کے حوالہ سے فقیہ داماد آفندی حنفی، فقیہ قہستانی حنفی اور فقیہ تمرتاشی حنفی کا اعتراف جلی پہلے گزر چکا ہے۔

مزید برآں۔ یہ کہ حضرت فاروق اعظمؓ کا یہ تعزیری، تہدیدی اور ہنگامی آرڈر جب بار آور نہ ہوا تو آپ اپنے اس آرڈر پر سخت نادم ہوئے اور گہرے رنج و غم کا اظہار فرمایا تھا چنانچہ مسند اسماعیلی میں ہے:

"اخبرنا ابو یعلی حدثنا صالح بن مالك حدثنا خالد بن یزید بن ابی مالك عن ابیه قال قال عمر بن الخطاب رضی الله عنه ما ندمت علی شیء ندامتی علی ثلاث ان لا اکون حرمت الطلاق وعلی ان لا اکون انکحت الموالی وعلی ان لا اکون قتلت النوائح" (اغاثة اللهفان لابن قیم ص۳۳۶)

"حضرت فاروقؓ نے فرمایا مجھے تین چیز دل پر نہایت ہی ندامت ہوتی ہے،
۱۔ طلاق کے حرام کرنے پر ۲۔ آزاد شدہ عورتوں سے نکاح سے منع کرنے پر،
۳۔ نوحہ کرنے والیوں کے قتل کا حکم دینا۔"

ایسی صورت حال میں حضرت فاروق اعظمؓ کے اس تعزیری، تہدیدی اور پھر ہنگامی آرڈر کو دلیل بنانا بڑی ہی کمزور بات ہے۔

دلیل ثامن:

دارقطنی میں حسن بصری سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنی طلاق کے مشہور واقعہ میں کہا تھا:

"فقلت یا رسول الله ارایت لو طلقتها ثلاثا اکان یحل ان اراجعها قال لا" (دارقطنی) "میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیتا تو پھر بھی مجھے حق رجوع حاصل ہوتا؛ تو آپؐ نے فرمایا ہرگز نہیں"۔

آپؐ نے چونکہ تین طلاقوں پر نکیر نہیں فرمائی لہٰذا معلوم ہوا بیک وقت تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں۔

جواب: یہ حدیث ضعیف ہے، اس کے ایک راوی عطاء خراسانی کو سعید بن مسیب نے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کذاب، امام شعبہ نے نسیاً منسیاً اور حافظ ابن حبان نے کثیر الوہم، سیئ الحفظ اور بطل الاحتجاج بہ کہا ہے۔ (نیل الاوطار ص۲۵۷، ج ۶)

علاوہ ازیں دوسرے حفاظ نے "لو طلقتہا" کے الفاظ ذکر نہیں کیے جس کی وجہ سے یہ حدیث منکر قرار پاتی ہے۔ "فافہم ولا تکن من القاصرین"۔

دلیل تاسع:

"عن عبادة بن الصامت قال طلق جدی امراة له الف تطليقة فانطلق الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر له ذلك فقال النبى صلى الله عليه وسلم ما اتقى الله جدك اما ثلاث فله واما تسع مأة وسبع وتسعون فعدوان وظلم"

(مصنف عبد الرزاق بحوالہ نیل الاوطار ص۲۶۱)

یعنی "عبادہ بن صامت کہتے ہیں کہ میرے دادا نے اپنی بیوی کو پوری ہزار ۱۰۰۰ طلاقیں دے ڈالیں، میں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپؐ نے فرمایا، تیرے دادے نے خدا کا خوف نہیں کیا لہٰذا تین تو واقع ہو چکی ہیں اور ۹۹۷ عدوان اور ظلم ہیں"۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجلسِ واحد کی تین طلاقیں تین ہی ہوتی ہیں۔

جواب:

یہ حدیث سخت ضعیف ہی نہیں بلکہ موضوع معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس روایت کا ایک راوی یحییٰ بن علا ضعیف اور دوسرا راوی عبید اللہ بن ولید ہالک اور تیسرا ابراہیم بن عبید اللہ مجہول راوی ہے لہٰذا ایسی موضوع روایت فصلِ خصومات میں پیش نہیں کی جا سکتی۔

ان دلائل پر حافظ ابن تیمیہؒ کا تبصرہ:

"فكلها احاديث ضعيفة باتفاق اهل العلم بالحديث بل هى موضوعة ويعرف اهل العلم بنقد الحديث انها موضوعة كما هو مبسوط فى موضعه"۔ (فتاوی ابن تیمیہ ص۲۱ ج ۳)

امام شوکانی کا تبصرہ:

"والحاصل ان القائلين بالتتابع قد استكثروا من الاجوبة على حديث

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابن عباس وکلاهما غیر خارجة عن دائرة التعسف والحق احق بالاتباع فان کانت تلك المحامات لاجل مذهب الاسلاف فهلا احتروا قل من ان توثر علی السنة المطهرة وان کانت لاجل عمر بن الخطاب فاین یقع المسکین من رسول الله صلی الله علیه وسلم ثم ای مسلم من المسلمین یستحسن عقله وعلمه ترجیح قول صحابی علی قول المصطفی" (نیل الاوطار ص۲۶۳ ج ۶)

حاشیه ص۲۰:

لہ اصل بات یہ ہے کہ ان کے خاوند ابوعمرو بن حفص بن مغیرہ پہلے دو طلاقیں دے چکے تھے اور یہ ان کی آخری طلاق تھی جیسا کہ صحیح مسلم اور سنن ابی داؤد میں ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف کی حدیث میں تصریح موجود ہے، چنانچہ صحیح مسلم کے الفاظ یہ ہیں:

" ان فاطمة بنت قیس اخبرته انها کانت تحت ابی عمرو بن حفص بن المغیرة فطلقها اخر ثلاث تطلیقات"

(ص۴۸۵ ج ۲ باب نفقة المبتوتة)

اس وضاحت سے معلوم ہوا یہ طلاقیں بیک وقت نہیں دی گئی تھیں۔

٭ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں، ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی۔

٭ وی۔ پی۔ پی واپس کرنا جرم ہے۔ چندہ کے خاتمہ کی اطلاع کے بعد اگر آپ خریداری جاری نہ رکھنا چاہتے ہوں تو براہ کرم دفتر کو فی الفور مطلع فرمائیں۔

شکریہ

مینجر

© rasailojaraid.com